



## سوال

(181) صحیح بخاری کی دو حدیثیں اور ان کا دفاع

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ آپ اپنی تحقیق کی روشنی میں جواب ارشاد فرما کر آگاہ فرمائیں۔

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: قال اللہ ثلاثین ما خصم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدور رجل باع حراف کل ثمنہ ورجل ستاجر اجیر افاستونی منہ ولم یعطہ اجرہ۔ (اخرج البخاری ۱، ۳۰۲، واحمد ۲، ۳۵۸)

اس حدیث کے ایک راوی یحییٰ بن سلیم کے متعلق موصوف کہتے ہیں کہ یہ قیاس کے خلاف حدیثیں گھڑتا تھا۔ (!!)

(۲) عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ینحز قوم فی آخر الزمان احداث الاسنان سفہاء الاعلام یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایما نعم حناجر ہم یرقون من الدین کما یرق السم من الرمیۃ فلهنا لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجر لمن قتلہم یوم القیامۃ۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء)

شیخ البانی رحمہ اللہ اس روایت کو منکر کہتے ہیں۔

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

(۱) پہلی حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا: میں تین قسم کے آدمیوں کا قیامت کے دن دشمن ہوں گا (ایک) وہ آدمی جس نے میرے نام پر عہد و پیمانہ کیا پھر غداری کرتے ہوئے اسے توڑ دیا (دوسرا) وہ آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو غلام بنا کر بیچا اور اس کی قیمت کھالی (تیسرا) وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا، اس سے پورا کام لیا لیکن مزدوری نہ دی۔ (صحیح بخاری: ۲۲۲۴، ۲۲۴۰)

اسے احمد بن حنبل (۲/۳۵۸ ح ۸۶۹۲) ابن الجارود (۵۷۹) ابن ماجہ (۲۳۳۲) اور ابن حبان (الاحسان: ۷۹۵) وغیرہم نے یحییٰ بن سلیم الطائفی عن اسماعیل بن امیۃ عن سعید المقبری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔



اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ سعید بن ابی سعید المقبری اور ان کے والد دونوں ثقہ ہیں۔ (تقریب التہذیب: ۲۳۲۱، ۵۶۷۶)

یحییٰ بن سلیم الطائفی کے بارے میں جرح و تعدیل کا جائزہ درج ذیل ہے:

### یحییٰ بن سلیم پر جرح

- (۱) احمد بن حنبل: والندان حدیث یعنی فیہ شی، وکانہ لم یحده۔۔۔ کان قد اتقن حدیث ابن خنیم۔۔۔ الخ
- (۲) ابو حاتم الرازی: شیخ صالح محلہ الصدق ولم یکن بالحافظ یکتب حدیثہ ولا یتخبر بہ۔
- (۳) النسائی: یس بالقوی۔۔۔ یس بہ باس وہو منکر الحدیث عن عبید اللہ بن عمر۔
- (۴) ابو احمد الحاکم: یس بالحافظ عند ہم۔
- (۵) الدارقطنی: سنی الحفظ۔
- (۶) العسقلی: ذکرہ فی کتاب الضعفاء [۳۰۶ ۳] ونقل بسند صحیح عن احمد قال: وقعت علی ابن سلیم وہو یحدث عن عبید اللہ احادیث مناکیر فترکتہ ولم اعمل عنہ الا حدیثا۔
- (۷) ابن حجر: صدوق سنی الحفظ [وفی تحریر تقریب التہذیب (۷۵۶۳): بل صدوق حسن الحدیث، ضعیف فی روایتہ عن عبید اللہ بن عمر]
- (۸) الساجی: صدوق یحکم فی الحدیث واطناتی احادیث رواھا [عن عبید اللہ بن عمر۔ (تہذیب التہذیب ۱۱ ۱۹۹)
- (۹) البیہقی: کثیر الوحم سنی الحفظ (السنن الکبریٰ ۹ ۲۵۶)

### یحییٰ بن سلیم کی تعدیل

- ۱۔ یحییٰ بن معین قال: ثقہ (تاریخ ابن معین، روایۃ الدوری: ۲۲۹)
- ۲۔ ابن سعد نے کہا: وکان ثقہ کثیر الحدیث (الطبقات ۵ ۵۰۰)
- ۳۔ العسقلی نے کہا: ثقہ (الطبقات ۱۹۸۰ تاریخ)
- ۴۔ ابن شاپین، ذکرہ فی الطبقات [۱۵۹۱]
- ۵۔ ابن حبان، ذکرہ فی الطبقات [۶۱۵ ۷] ولم یقل شیئا ونقل المزنی عن ابن حبان وقال: یحییٰ بن سلیم کمال ۲۰ [۱۱۷]
- ۶۔ النسائی قال: یس بہ باس۔۔۔ الخ، نسائی نے یحییٰ بن سلیم کی حدیث پر سکوت کیا [ح ۱۱۳، ۸۷] اور کہا: ثقہ [تہذیب الکمال ۲۰ ۱۱۳] لعلہ اردھذا وغیرہ۔
- ۷۔ یعقوب بن سفیان نے کہا: سنی رجل صالح وکتابہ لا باس بہ واذا حدث من کتابہ فمدیثہ حسن واذا حدث حفظا فیرفع وینکر۔ (کتاب المعرفۃ والتاریخ ۳ ۵۱)





جرح کی ہے جو کہ حسن الحدیث کے منافی نہیں ہے۔ بعض نے ان پر سی الحفظ، کثیر الخطاء و منکر الحدیث وغیرہ جرح کی ہے جس کا تعلق یحییٰ بن سلیم کی عن عبد اللہ بن عمرو الی روایت سے ہے۔ احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن عثمان بن خثیم سے یحییٰ مذکور کو مستثنیٰ (یعنی ثقہ) قرار دیا ہے، امام بخاری نے فرمایا: **”ما حدث الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم فهو صحیح“** یعنی: حمیدی نے جو روایت یحییٰ بن سلیم سے بیان کی ہے وہ صحیح ہے۔ (تہذیب التہذیب ۱۱: ۲۲۷)

خلاصۃ التحقیق: یحییٰ بن سلیم الطائفی کی روایات کے چار درجے ہیں:

(۱) وہ جب ابن خثیم سے روایت کریں ت مستثنیٰ (ثقہ) ہیں۔

(۲) ان سے جب (عبد اللہ بن الزبیر) الحمیدی روایت کریں تو وہ صحیح الحدیث (ثقہ) ہیں۔

(۳) عبید اللہ بن عمر اور ابن خثیم کے علاوہ تمام راویوں سے وہ روایت کریں تو حسن الحدیث ہیں۔

(۴) عبید اللہ بن عمر سے ان کی روایت ضعیف ہے۔

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کی مسنولہ حدیث بلحاظ سند و اصول حدیث حسن لذاتہ ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کا اس پر جرح کرنا غلط اور مردود ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کا یہ قول بہت عجیب و غریب ہے کہ ”حسن او قریب منہ“ (ارواء الغلیل ۵: ۳۰۸ ج ۱۲۷۹) اور اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب وہ استنباط ہے جو شیخ البانی رحمہ اللہ نے امام بخاری کے قول: **”ما حدث الحمیدی عن یحییٰ بن سلیم فهو صحیح“** سے نکالا ہے کہ اگر غیر حمیدی ان (یحییٰ بن سلیم) سے روایت کریں تو (امام بخاری کے نزدیک) ضعیف ہے۔

اسے مفہوم مخالف کہتے ہیں۔ دلیل صریح کے مقابلے میں مفہوم مخالف اور مبہم وغیر واضح دلائل سب مردود ہوتے ہیں۔ امام بخاری نے یحییٰ بن سلیم سے صحیح بخاری کے اصول میں روایت کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ان کے نزدیک ثقہ ہیں لہذا امام بخاری کے قول کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ حمیدی کی یحییٰ بن سلیم سے روایت مطلقاً صحیح ہوتی ہے چاہے وہ عبید اللہ بن عمر سے روایت کریں یا نہ کریں اسی طرح وہ اسماعیل بن امیہ سے امام بخاری کے نزدیک صحیح الحدیث ہیں اور جب دوسروں سے روایت کریں تو حسن الحدیث ہیں۔ اس مفہوم و تطبیق سے جمہور محدثین اور امام بخاری کے اقوال کے درمیان تطبیق و توفیق بھی ہو جاتی ہے اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کی حدیث بھی ضعیف قرار نہیں پاتی۔ وھذا هو الصواب والحمد للہ رب العالمین

تنبیہ: یہ قول کہ ”قیاس کے خلاف حدیثیں گھڑتا تھا“ مجھے یحییٰ بن سلیم کے بارے میں کہیں نہیں ملا۔ مختصر صحیح البخاری (۲: ۳۷، ۳۸) میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں توقف کیا ہے۔!

(۲) دوسری حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم نکلے گی جو نو عمر بے وقوف ہوں گے۔ لوگوں کے اقوال میں سے بہترین قول کہیں گے (یعنی قرآن پڑھیں گے) ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشان سے نکل جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں پاؤ ان سے قتال کرو کیونکہ قیامت کے دن ان کے قتل کا اجر و ثواب ملے گا۔ (صحیح البخاری: ۶۹۳۰، ۵۰۵۷، ۳۶۱۱ و صحیح مسلم ۱۵۳: ۱۰۶۶ اودار السلام ۲۳۶۲ و سنن ابی داؤد: ۳۷۶۷ و سنن النسائی: ۴۱۱۹ ج ۱۱۹: ۴۱۰۷)

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔ سوید بن غفلہ، خثیم بن عبد الرحمن بن ابی سبرہ الجعفی اور سلیمان الاعمش سب ثقہ راوی ہیں۔ اعمش نے سماع کی تصریح کر دی ہے، لہذا سند کا اعتراض غلط ہے۔

تنبیہ: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن النسائی و مسند احمد (۱: ۱۶۱، ۱۱۳ ج ۹۱۲) وغیرہ میں ”من خیر قول البریہ“ ہے۔ یہ جملہ صحیح ہے منکر نہیں ہے۔



شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس جملے والے متن کو ”صحیح“ کہا ہے۔ (صحیح الجامع: ۳۶۵۳)

ارواء الغلیل کی ایک عبارت (۸-۱۲۰-۱۲۳ ح ۲۳۷۰) میں ایک دوسرے لفظ ”من قول خیر البریة“ کے منکر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

خلاصۃ التحقیق: صحیح بخاری و صحیح مسلم کی مستولہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح ہی قرار دیا ہے۔ نیز دیکھئے مختصر صحیح البخاری (۳-۲۳۹)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ علمیہ (توضیح الاحکام)

ج 2 ص 415

محدث فتویٰ